سید یونس الحسنی

خالہ چاندنی کا کنبہ

وطنِ عزیز میں ان دنوں نیا بلدیاتی نظام تکمیل کے مراحل میں ہے۔ کار پردازان حکومت پر نئی قیادت آگے لانے کا جنون طاری ہے۔ اس معاملے میں کامیابی سرِ دست نظر نہیں آتی۔ پرانے شکاری اپنے نئے نئے پالتو میدان میں لاکر کامیاب کر رہے ہیں۔ بعض سیانے کہتے ہیں موجودہ حکمت عملی کے تحت نئی قیادت مل ہی نہیں سکتی۔ اگر حکومت اس سمت مثبت پیش قدمی کرنا چاہتی ہے تو اسے چاہیے کہ تمام سیاسی خانوادوں، انکے اعزہ اور کارکنوں کو انتخابات میں حصہ لینے سے روک دے۔ جو لوگ کامیاب ہو چکے انکی خفیہ انکوائری کرائی جائے اور سیاسی پارٹیوں کی رکنیت رکھنے والوں کو بیک جنبش قلم نااہل قرار دیدیا جائے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو نئی قیادت کا خواب چکنا چور ہو جائیگا۔ بس ارباب اختیار کو یہ کام کرگزرنا چاہیے۔

دوسری طرف عجیب وغریب واقعات سامنے آرہے ہیں۔ انتخابی امیدواروں نے ریٹرننگ آفیسروں کے سوالات کے انتہائی مضحکہ خیز جوابات دیے جن سے مسلمانوں کے سر شرم سے جھک گئے۔ البتہ لبرل لوگوں نے خوب بغلیں بجائیں کہ یہ ملک بتدریج سیکولر ہورہا ہے۔ نمونہ مشتے از خروارے حاضر ہے۔

سوال: کلمہ طیبہ سناؤ؟

جواب: نہیں آتا

سوال: نماز جنازہ میں کتنے سجدے ہوتے ہیں؟

جواب: دو سجدے

سوال: مسلمانوں کے بڑے خلیفہ کون تھے؟

جواب: خلیفہ امام بخش پہلوان؟

سوال: خانہ کعبہ کہاں واقع ہے؟

جواب: مدینہ میں ہے اور مدینہ پاکستان کا شہر ہے۔

سوال: دوسرا کلمہ سناؤ؟

جواب: نہیں آتا اس کے بدلے نعت سن لیں

سوال: سورۃ فاتحہ سناؤ

جواب: امیدوار نے نفی میں سر ہلا دیا۔

سوال: قیام پاکستان کے لئے سب سے زیادہ خدمات کس نے انجام دیں؟

جواب: کانگریس نے سب سے زیادہ کام کیا۔

کئی جگہوں پر امیدواروں سے نمازوں کی رکعتیں پوچھی گئیں اور وہ کوئی جواب نہ دے سکے۔ ایسی گفتگو سے ظاہر ہوتا

ہے کس طرح کی نئی قیادت اوپر آنے والی ہے۔ایسے لوگوں سے کیا توقعات رکھی جاسکتی ہیں۔خدا معلوم وہ کیا گل کھلائیں گے۔غالباً گزشتہ سال ایک رپورٹ اخبارات کی زینت بنی جو اس مسلم مملکت کے اعلیٰ تعلیم یافتگان کے انٹرویوز پر مشتمل تھی۔اسے سی مجسٹریٹ سول جج،انکم ٹیکس آفیسر،سلیکشن آفیسرز،اور نہ جانے کون کون سے عہدوں کے لئے تحریری امتحانات میں کامیابی کے مراحل طے کر کے سول سروسز اکیڈمی میں تربیت کے لئے چنیدہ افراد،مستقبل کے ''لائق ترین'' لوگ جنہیں ہم اور آپ بیوروکریٹس کہتے ہیں۔یا پی سی ایس اور سی ایس ایس آفیسرز کا نام دیتے ہیں۔انہوں نے اپنے اپنے نطق وزباں سے ایسے ایسے پھول کلیاں کھلائے کہ پناہ بہ خدا

''خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا کہئے''

چیئرمین پبلک سروس کمیشن نے بڑے کرب کے ساتھ وہ رپورٹ شائع کرا ڈالی کہ شاید کوئی عبرت پکڑے۔شاید والدین میں اپنے بچوں کو صرف دنیاوی ہی نہیں دینی تعلیم دلوانے کا احساس بھی پیدا ہو جائے شاید لوگ اپنی مادی ترقی کے ساتھ روحانی بالیدگی کی طرف بھی متوجہ ہوں بلدیاتی امیدوار تو غیر تعلیم یافتہ ہوں گے مگر ان پڑھے لکھے ''جوانان مسخ رد'' کی باتیں سنیے اور سر دھنیے۔

سوال: حضرت محمدﷺ کس شہر میں پیدا ہوئے؟

جواب: سیالکوٹ میں

سوال: حضرت امام حسینؓ کہاں شہید ہوئے؟

جواب: بیدیاں میں

سوال: مسلمانوں کے پہلے خلیفہ کون تھے؟

جواب: قائداعظم محمد علی جناح

سوال: علامہ اقبال کہاں دفن ہیں؟

جواب سیہون شریف میں

سوال: کفر اور اسلام کی پہلی جنگ کہاں لڑی گئی؟

جواب: چونڈہ میں

غور کیجئے ہم اپنے تئیں مسلمان کہلاتے ہیں۔ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ ہمارے نونہال چمن ولیم شیکسپیئر،ورڈز ورتھ جان کیٹس،براؤن،شیلے،بائرن کو تو جانتے ہیں۔وہ انڈین فلم انڈسٹری کے ہر مذکر و مونث سے واقف ہیں۔مغربی آرٹسٹوں کے شجرہ ہائے نسب کا علم رکھتے ہیں۔لیکن وجہ وجود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات واقعات سے وہ بے خبر ہیں۔سیرت خلفائے اسلام سے لاعلم ہیں۔اسلامی تاریخ سے نابلد ہیں۔تحریک آزادی وطن سے بے بہرہ ہیں ستم بالائے ستم خالہ چاندنی کا یہ کنبہ ہمارے مستقبل کا ''امین'' اور ''محافظ'' ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہنس کی چال چلنے والے کوے خود اپنی چال بھول جایا کرتے ہیں۔ہماری اشرافیہ کا یہی حال ہے۔ ہمارے گھروں کا ماحول کسی بت کدے سے کم نہیں رہ گیا۔ان صنم خانوں میں پیدا ہونے والے بچے جو اسی ماحول میں پروان چڑھیں جن کا ذہنی نشوونما بھی اسی اکھاڑ پچھاڑ میں ہو۔ان کی زبانوں سے اللہ اکبر کی صدائیں کیسے بلند ہو سکتی ہیں؟ اب کسی معجزے کا انتظار ہے۔